مختصر

تذکرہ مخدوم اودھ

یعنی سید السالکین مخدوم اودھ حضرت سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ
بلہری شریف پورا بازار ضلع فیض آباد یوپی

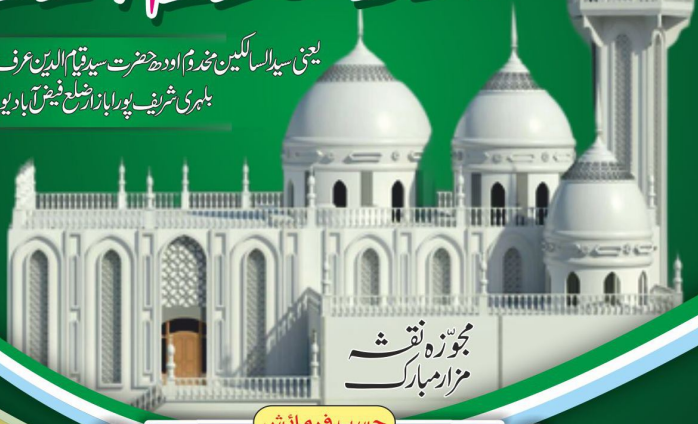

حسب فرمائش

نبیرۂ مخدوم ملّت، شبلئ وقت، نور المشائخ
حضرت علامہ سید عبد الرب چاند بابو عرف البخاری مدظلہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف

تالیف

حضرت علامہ مولانا محمد تفسیر القادری قیامی
استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی یوپی

ناشر

خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ، مخدومیہ سبحانیہ
بلہری شریف پورا بازار ضلع فیض آباد یوپی

مختصر

تذکرۂ مخدوم اودھ

یعنی سید السالکین مخدوم اودھ حضرت سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ
بلہری شریف پورا بازار ضلع فیض آباد یوپی

حسب فرمائش

نبیرۂ مخدوم ملت، شبلیٔ وقت، نور المشائخ

حضرت علامہ سید عبد الرب عرف چاند بابو مدظلہٗ النورانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف

تالیف

حضرت علامہ مولانا محمد تفسیر القادری قیامیؔ

استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی، یوپی

ناشر

خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ، مخدومیہ سبحانیہ

بلہری شریف پورا بازار ضلع فیض آباد، یوپی، الہند

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: مختصر تذکرۂ مخدوم اودھ

مؤلف: حضرت علامہ مولانا محمد تفسیر القادری قیامی

استاذ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی، یوپی

طباعت: میواتی پریس، لال کنواں، دہلی

سن اشاعت: ۲۰۱۸ء (تصحیح: ۲۰۲۰ء)

تعداد: ۱۰۰۰

قیمت: ۱۰/روپئے

ناشر

خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ، مخدومیہ سجانیہ

بلہری شریف پورا بازار ضلع فیض آباد، یوپی، الہند

عرض حال

حامداً و مصلّیاً

سید السالکین مخدوم اودھ حضرت سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ العزیز بلہری شریف پورہ بازار ضلع فیض آباد یوپی کی سوانح حیات کے تعلق سے کچھ لکھنے کا پروگرام بہت پہلے تھا، بلکہ ادھر دو تین سالوں سے سالانہ عرس کے موقع پر عقیدت مند اہل قلم علما وزائرین سے میں نے ذکر بھی کیا اور قلمی تعاون بھی چاہا، لیکن ''**کل شیءٍ مرھونٌ باوقاتہٖ**'' غور وخوض کے بعد میں اس نتیجے پر پہونچا کہ ''ہر باشد نذر کردم بر در لیلیٰ ہنوز''۔

بروقت جو کچھ بھی ہو سکے آقاؤں کی بارگاہ میں نذر کردوں، اس امید پر کہ اگر مقبول ہے تو روحانی مدد ضرور ہوگی انشاء المولیٰ تعالیٰ، پھر پر عزم طور سے مزید آگے کچھ کرنا آسان سے آسان تر ہو جائے گا، ہاں اگر بالفرض میری زندگی نے وفا نہ کی تو ممکن ہے۔

ع مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

آج ۱۹۹۶ء سے بائیس سال پیشتر ۱۹۷۴ء کے دو مضامین میری فائل میں موجود ہیں انھیں کو سوغات بنا کر عقیدت کی تھالی میں سجا کر حاضر ہوں۔ پہلا مضمون، محبوب النبی، مخدوم اودھ حضرت سیدنا مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی بلہری قدس سرہٗ کی یاد سے معمور ہے، دوسرا [۱] سید الاصفیا، سند الاتقیا حضرت علامہ مخدوم ملت سید عبد السبحان قدس سرہٗ کے فیضان پر انوار سے منور ہے۔

خانقاہ بلہری شریف پر سکون وطمانیت کے ساتھ نور ونکہت، جذب وکیف اور سرور کا حظ وافر موجود ہے، ہر سال ۱۷، ۱۸، ۱۹ رذی الحجہ کی تاریخوں میں خاص کر سالانہ عرس مخدومی سبحانی کی ہمہ ہمی رہتی ہے، علما، صلحا، سالکین، مجاذیب اور خواص وعوام کا عظیم اجتماع ہوتا ہے، اہل نظر

---

[۱] چوں کہ مخدوم ملت قدس سرہ کی مفصل سیرت وتاریخ زیر ترتیب ہے اس لیے یہ مضمون شامل نہیں کیا گیا ہے۔

وفکر خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے حاضری دیتے ہیں اور اہل حاجات اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کو عقیدت کی تھالی میں سجا کر لاتے ہیں۔

بارگاہ حسن میں جھکتی ہے دل کی کائنات
کون ایسا سر پھرا ہے جو یہاں پر خم نہیں

مزید ایک تہنیت نامہ بھی حاضر ہے جو حضرت مجاہد ملت پیر طریقت علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو دامت برکاتہ کی سجادہ نشینی و تاج پوشی کے موقع پر پیش کیا گیا تھا۔

اس کے علاوہ ایک ترانہ ''ترانۂ مخدوم اودھ'' بنام تاریخی ''یہ مخدوم پاک کا ترانہ ہے'' (۱۴۲۰ھ) بھی شریک اشاعت کر رہا ہوں۔

اللہ والوں کا تاریخ سے کتنا گہرا تعلق ہوتا ہے، اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے بلکہ یہ تاریخ ساز جماعت ہے۔ عالم انسانیت کے وجود میں آنے سے لے کر تا ہنوز اگر تاریخ کا گہری نظر سے جائزہ لیا جائے تو ہر دور میں، ہر دور کے حاکموں کے قلوب پر انھیں کی حکمرانی رہی، یہی کار و بار حکومت کے کرتا دھرتا اور نظام سلطنت کے منتظم بلکہ موجد و بانی رہے، بحکم۔۔۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (القرآن)

ہر خلیفہ اپنی جگہ ایک مرکز ہوتا ہے اور ہر مرکز اپنے مالک حقیقی کی منشا کے عین مطابق ہی عمل پیرا ہوتا ہے۔

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

روئے زمین پر جو خدا کی حکومت قائم کرتا ہے خدائے تعالیٰ بندوں سے اسے حاکم کہلواتا ہے نہاوند میں ''یا ساریۃ الجبل'' کی آواز ہو یا محمود! خرقۂ مارا چہ کردی۔ سلطان شہاب الدین غوری کو بشارت عظمیٰ ہو یا سلطان نورالدین زنگی کی بخت بیداری، سلطان شمس الدین التمش کا حمیدالدین ناگوری کی مجلس میں گل تراشی ہو یا شہنشاہ بابر کے لیے موسیٰ عاشقان اور شاہ جلال اودھی کی دعائے نیم شبی، سرمد شہید کی ادائے جانانہ ہو یا اکبر بادشاہ کے لیے دعائے سلیم

شاہ چشتی، بہر حال از آں دم، تا ایں دم اسرار الٰہیہ کی چمک دمک ہے اور انھیں اللہ والوں کی جلوہ آرائیاں ہیں۔

ع وہ کون سی جا ہے کہ تو جلوہ بار نہیں

اسی جماعت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے بلبل شیراز شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہ نغمہ سنج ہیں۔

اگر بوسہ برخاک مرداں زنی
بمردی کہ پیش آیدت روشنی

اسی لیے تاریخ نگاری کے کسی بھی رخ پہ ان اللہ والوں کی جماعت کے ذکر کو نہ تو حذف کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی نظر انداز کیا سکتا ہے بلکہ یہی وہ جماعت ہے جس سے تاریخ کو وجود ملتا ہے اسی لیے یہ اللہ والوں کی جماعت تاریخ ساز جماعت کہلاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم المجید المتین

۱۴۰۵ھ

قطعہ تاریخ ھاد

۱۴۰۵ھ

جمعہ کی رات تھی بزم انیسویں
یہ ستمبر پچاسی ہے انیس سو

رسم تاج پوشی حب چاند بابو شد

۱۴۰۵ھ

عید قربان، کی چودہ سو پانچویں
عبدِ رب وہ خلافت کا مسند نشیں

۱۹۸۵ھ

طالعِ برجِ شمس و قمر نور ہے
آسمانِ ولایت کا نکلا قمر
عبد رب چاند بابو نگر نور ہے
چاندنی کھیت ہے تارے ٹوٹے پڑے
آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں عبدِ جبار کی
شاد دل چشم روشن ہوں دادا تیرے
برقِ مخدوم بھیکا تمہیں ہو تمہیں
آپ جس سلسلے کے ہیں نورِ نظر
مصطفیٰ سے یہاں عبدِ جبار تک
اپنے ہی دادا جاں کی کرو پیروی
اپنے ہی نانا جاں کی کرو پیروی
اپنے نانا کا صدقہ عطا کیجئے

ہو مبارک کہ سارا شہر نور ہے
ہر گلی ہر نگر ہر ڈگر نور ہے
یعنی ہر گھر و در بلہر نور ہے
عبدِ جبار کا سارا گھر نور ہے
دیکھ کر اپنا نورِ نظر نور ہے
عبدِ سبحاں کا لختِ جگر نور ہے
اس لئے تیرا ہر ہر شرر نور ہے
اس لڑی کا تو سارا گہر نور ہے
ہاں خدا کی قسم ہر بشر نور ہے
جن کا نقشِ قدم رہ گزر نور ہے
جن نقشِ قدم رہ گزر نور ہے
جن کا نقشِ قدم رہ گزر نور ہے

آپ کی گر نگاہِ کرم ہوگئی
ہاں! قیامیؔ جو ہے بے ہنر نور ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

یہ مخدوم پاک کا ترانہ ہے [۱۴۲۰ھ]

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

تیری آمد ہند میں اسلام کا پیغام ہے
شاہ چَولائی نے پیّا ایک تیرا جام ہے
تجھ سے دیں قائم قیام الدین تیرا نام ہے
اس لئے دنداس کافر لرزہ براندام ہے

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

بَلِّغُوْا عَنِّیْ کا تو پیغام لے کر آگیا
ہند میں اللہ کی تلوار بن کر آگیا
مؤمنوں پر بن کے ابر رحمت حق چھا گیا
سوکھی کھیت پر تو ساون کی بھرن برسا گیا

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

ہاں اودھ میں عشق احمد کا جلایا ہے چراغ
چشتیت کا قادریت کا لگایا تونے باغ
جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں ملتا ہے وحدت کا سراغ
حق ادا شد نیست برما یَا اَخِیْ اِلاَّ الْبَلَاغُ

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

تم تو مقبولِ خدا ہو اور ہو آلِ رسول
تم گلِ خنداں ہو ، گلزارِ علی زہرہ بتول
غوثِ اعظم کے گلستانِ ولایت کے ہو پھول
اہلِ دل کی آنکھ کا سرمہ، تیری تربت کا دھول

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

تو فضائے عشق کا پر جوش وہ شہباز ہے
فرش سے تا عرش جس کی ہر گھڑی پرواز ہے
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا تیرا دم ساز ہے
ہے ملائک میں بھی چرچا تو بڑا جانباز ہے

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

واسطہ ختم الرسل، حضرت علی مشکل کشا
واسطہ حضرت حسن، گلگوں قبا و فاطمہ
بر لبم آہ وفغاں در دست کشکولِ گدا
المدد مخدوم بھیکا المدد بہرِ خدا

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

اے امامِ اصفیاء اے اولیاء را تاجدار
سیدی آلِ پیمبر قوتِ پروردگار
شاہِ مرداں شیرِ یزداں گیر تیغِ آبدار
حفظِ ناموسِ رسالت را بیا اے شہسوار

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

تا بود خورشید وماہی تا بود گنگ وجمن
تابود لالہ چنار ونرگس وسرو وسمن
تا بود ایں چار عنصر بازمین وبازمن
فیض تو جاری بود اے رحمتِ سایہ فگن

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

مظہرِ مخدومِ بھیکا آں سراجِ اولیاء
مرشدی مخدومِ ملت پیرِ کامل رہنما
حضرت علامہ سید عبدِ سبحاں پیشوا
پاسبانِ دینِ بیضائے نبی الانبیاء

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

پیش کرنے آگئے ہیں سب عقیدت کا خراج
رب نے بخشا ہے تمہیں حرمت کا قطبیت کا تاج
واسطہ مخدوم بھیکا کا تمہیں دیتے ہیں آج
سیدی قطبِ اودھ رکھ لیجئے ہم سب کی لاج

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

واقفِ اسرارِ یزداں حاملِ نور ولطیف
سرگروہِ اولیاء ابنِ علی سید شریف
معدنِ برکات وشہبازِ طریقت اور عفیف
خواجۂ اکبر علی ہیں قطبِ پڈرونہ شریف

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

باخدا! واللہ! کیا چاند ہے یہ میرا چاند
برجِ قطبیت کا ٹکڑا چاند ہے یہ میرا چاند
عبدِ سبحاں کا نرالا چاند ہے یہ میرا چاند
ہاں شہِ مخدومِ کل کا چاند ہے یہ میرا چاند

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

عبدِ رب ہیں چاند بابو شاہِ علامہ زمن
جن پہ ہر دم ہوتی ہے نازل عطائے ذوالمنن
جن کی ذات پاک سے شاداب بلہر کا چمن
یا خدا یہ دو جہاں میں ہوں قیامیؔ سے مگن

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

مخدوم اودھ

سید السالکین مخدوم اودھ حضرت سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی

قدس سرہٗ العزیز بلہری شریف، فیض آباد، یوپی

وہ (مخدوم اودھ) اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کے قریب ہفتوں سے معتکف تھا، نواسے پر نظر کرم ہوگئی، اور حاضری مقبول ہوگئی، بخت بیدار کی آنکھ کھلی تو محبوب کا سراپا نظروں کے سامنے دعوت نظارہ دے رہا تھا، عاشق جھوم اٹھا کہ اب تو مراد بر آئی، مچل کر پائے ناز نے جان دینے کی تمنا لیے قدم بوس ہوا، جلالت نبوت سے لبریز آواز فضا میں گونجی۔۔۔اور ہندوستان میں تبلیغ دین کی خدمت تفویض ہوئی، دوسرے لمحے میں پلک جھپکتے ہی حرم قدس سے لے کر ہندوستان اور ہندوستان کے مشہور مقام اودھ تک کے راستے قدم چومنے کو بے تاب نظر آئے، نیز راجہ دنداس کا قلعہ نما محل اور جنگل کا حاشیہ اور ساحل سر جو انتظار میں فرش راہ تھے ''من رآنی فقد رأ الحق'' جس نے مجھے دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا۔ (الحدیث)

گنبد خضریٰ پہ کہاں تاب نظارہ
ہم دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں

رخت سفر باندھا اور ہندوستان کا راستہ لیا، شب و روز کی محنت شاقہ برداشت کرتا شان ولایت کے ساتھ منزل بہ منزل اپنا سلسلۂ سفر جاری رکھا، نہ کسی رہبر کی ضرورت نہ کسی محافظ کی احتیاج۔

کس شان سے نکلا ہے اللہ کا دیوانہ
انداز ہیں شاہانہ، سامان فقیرانہ

حسن محبوب سے دنیائے تصور آباد کیے ہوئے وہ مرد خدا سرد و گرم آزماتا، قدم بہ قدم مصائب و آلام جھیلتا صحراؤں اور بیابانوں کے گرم تھپیڑوں کو ہمت مردانہ کی ٹھوکروں سے روندتا ہندوستان کے ایک راجہ، راجہ دشرتھ کی سمادھی کے قریب موجودہ پورہ بازار ضلع فیض آباد کے ایک گوشہ میں وارد ہوا۔

ع خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

لیکن یہاں تھا کیا؟ کفر وضلالت کی حکمرانی تھی، گمراہی وسرکشی کا اندھیرا تھا اور تعصب وحسد کی فتنہ سازیاں تھیں، یہ وہ جگہ تھی جہاں پر اعلان حق ایک ناقابل معافی جرم تھا، خدائے پاک کے نام لیوا کو دشمن ازلی تصور کیا جاتا تھا، جہاں کا خطۂ ارض ابھی تک ''لا الٰہ الا اللہ'' کی صدائے دل نواز سننے کے لیے بے تاب تھا، جہاں کی دھرتی ''محمد رّسول اللہ'' کی جمال آرائیوں کی منتظر تھی، جہاں کی سرزمین ''حق، و، ہٗ'' اور ''الا اللہ'' کی چاشنی سے ابھی تک محروم تھی۔

ساحل سرجو پر ایک چھوٹا سا عریشہ (جھونپڑا) تیار کیا اور عبادت وریاضت کا پروردہ تصور جاناں کے بحر بیکراں میں ڈوب گیا، اب نہ تو جنگل اور پہاڑ حجاب بن سکتے ہیں، اور نہ ہی تو ضلالت وگمراہی کے گھنٹ کی آوازیں مخل ہوسکتی ہیں، تشنگی نے حملہ کیا تو سرجو کے سرد وشیریں پانی سے سیرابی حاصل کی، بھوک کا غلبہ ہوا تو جنگلی پھلوں اور پتوں نے سر نیاز خم کردیا، جنگلی پھل، معدود پتے اور چند گھونٹ پانی کیا بن گئے؟ سراپا طاقت وجوش! جو بڑے بڑے بادشاہوں کو مرغن غذاؤں میں بھی میسر نہیں، کبھی دل نے چاہا تو راجہ دنداس کے بیالیس بیگہ مربع پختہ ساگر کا پانی استعمال کرلیا جو قرب کے باعث بہ اعتبار سرجو کے عبادت کا وقت زیادہ فراہم کرتا تھا، چناں چہ ایک بار جب آپ ساگر پر پہونچے، راجہ کی نگاہ پڑ گئی، غیظ وغضب سے تلملا اٹھا، ساگر کے محافظ سپاہیوں کو حکم دیا ''ملیچھ نے ہمارا ساگر بھرسٹ کردیا، اس کو پکڑ لاؤ'' اور غصے میں بھرا ہوا خود بھی دوڑ پڑا۔

دربار شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پروانۂ آزادی پانے والے مرد شیر کو کون ہراساں کرسکتا ہے؟ پھر بھی ''راجہ، جس کے نام کا سکہ چل رہا تھا'' کبر ونخوت سے چور سخت کلامی پر اتر آیا، بدسلوکی اور دشنام طرازی کی تمام تر حدیں پار کرگیا اور اظہار عداوت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، صبر وضبط کی بھی ایک حد ہوتی ہے، اِدھر بھی پیمانۂ صبر لبریز ہوچکا تھا، اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے عطیۂ خداوندی اور قدرت غیبی کا نمونہ دکھانے کا وقت آگیا تھا، مرد جانباز نے جلال کی ایک جھلک سے

راجہ کے لوح نصیب کو پاش پاش کر دیا، اور کہہ دیا، اے دنداس! تو ہمیں پانی نہیں استعمال کرنے دے گا اور ایسی سختیوں پر اتر آیا جا!۔۔۔ تیری مایۂ راجگی میں گھن لگ چکے ہیں، بدنصیبی تیرا انتظار کر رہی ہے اور فرمایا ''اور تیرا یہ ساگر! دھوبی دھوئے، گدھا لوٹے، سور چرے'' بقول واقعہ نگاروں کے راجہ نے یہ ساگر اہل خاندان ہی کے لیے مخصوص کر رکھا تھا، خودرو پودے نظر آتے ہی اکھیڑنے کا حکم دیتا، اور ہمیشہ محافظوں کا ایک دستہ پہرہ پر موجود رہتا،

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

بظاہر ایک دیوانے کے منھ سے نکلا ہوا جملہ راجہ کو مرعوب تو نہ کر سکا لیکن شبہات نے ضرور آگھیرا، مرد درویش وہاں سے چل کر لب دریا پہونچا اور اپنی ضرورتیں پوری کی معاً واپسی کا ارادہ کرتے ہی مچلتے دھاروں کی ایک لہر نے قدم بوس ہو کر وفاداری کا ثبوت پیش کیا، پھر دوسرے لمحہ مرد خدا سرجو کے دھاروں کو حکم دے رہا تھا، اے سرجو کیا مجھے ہر روز تیرے پاس چل کر آنا پڑے گا؟۔۔۔ نہیں! تو میرے ساتھ چل! اور وہ اپنی کٹیا کی سمت چل پڑا، خدا ہی بہتر جانے، اس ایک جملہ میں کیا تاثیر تھی کہ دریائے سرجو سے ایک دھارا نکل کر زرخرید لونڈی کی طرح آپ کے پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیا، اور جب آپ اپنی منزل پر پہونچ کر مشرق کی جانب رخ کر کے کھڑے ہوئے تو وہ دھارا وہیں سے مڑ کر کچھ دور آگے گیا اور دریا میں دوبارہ گم ہو گیا البتہ اس وقوعہ کو صدیاں بیت گئیں، مگر اس نالہ کا کچھ حصہ ونشان اب بھی باقی ہے اور تاہنوز سال بہ سال سیلابی لہروں کے دھارے آستاں بوسی کر کے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

اب پانی استعمال کرنے کے لیے چند قدم چلنے کی مشکل حل ہو چکی تھی، اطمینان سے عبادت وریاضت میں وقت گزرنے لگا، کہتے ہیں ''سمے بدلتے دیر نہیں لگتی'' کچھ ہی دنوں بعد ساگر خشک ہو گیا اور جب سرجو میں سیلاب آیا تو راجہ نے نہر کھدوا کر ساگر میں ملوا دیا، مہینوں سیلاب کا پانی ساگر میں گرتا رہا لیکن بے سود! تمام پانی کہاں جذب ہوتا رہا کسے معلوم!

راجہ پر پوری طرح بربادی مسلط ہو گئی، شہرت کا چاند گہنا ہو گیا، دولت ختم ہو گئی،

غلاموں، لونڈیوں نے ساتھ چھوڑ دیا، اپنے بیگانے ہو گئے، عمارتیں گروی ہو کر بک گئیں، اور کچھ ہی دنوں بعد دانہ دانہ کا محتاج ہو گیا، آخر میں پاگل ہو کر گداگری میں مبتلا ہوا، اور گلی کوچوں میں بچوں کی شرارتوں کا نشانہ بن کر دنیا سے چل بسا۔

راجہ کے بعد اس کی لٹی پٹی، تباہ حال اولاد نے ترک وطن کو غنیمت سمجھا اور صوبہ بہار میں منتقل ہو گئی، اس کا یہ خاندان آج بھی صوبۂ بہار میں آباد ہے، مگر کوئی وقار نہیں، افلاس وتنگ دستی کا شکار اور دانے دانے کا محتاج ہے، آج نہ راجہ رہا، نہ اس کا قلعہ نما محل، اور نہ ہی بیالیس بیگہ مربع کا پختہ ساگر کا حسن اور نہ اس کے محافظ ''رہے نام اللہ کا''۔۔۔۔وَ یَبۡقٰی وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَ الۡاِكۡرَامِ (القرآن)۔

انھیں مرد درویش کے خاندان کے ایک کامل عارف باللہ اور آستانۂ قدس کے سابق سجادہ نشین سند الاتقیا، عاشق اعلیٰ حضرت، مخدوم ملت حضرت علامہ الشاہ سید عبد السبحان قدس سرہٗ العزیز متوفیٰ ۱۳۹۶ھ نے راقم الحروف سے غالباً ۱۹۷۵ء میں بیان فرمایا تھا کہ میں بہار کے دورہ پر تھا، راجہ دنداس کے خاندان والوں نے سنا کہ بلہری کے مخدوم پاک کے ایک خاندانی شہزادے تشریف لائے ہیں تو لوگ مجھ سے ملنے آئے، اور معافی کے طلبگار ہوئے، میں نے ان سے کہہ دیا کہ آستانہ پر آؤ اور جن کی بددعا سے اس حال کو پہونچے ہو براہ راست انھیں سے معافی طلب کرو، یہ انھیں کا معاملہ ہے، وہی بہتر سمجھیں گے۔

دیگر دو پیشن گوئیوں کے مشاہدہ کے لیے دور دراز سے سیاح آتے ہیں ''دھوبی کے پاٹوں کے ساتھ گدھا لوٹے، سور چرے کی پیشن گوئی کو اسی شکستہ حال ساگر میں حرف بہ حرف پورا ہوتے ہوئے دیکھ کر پکار اٹھتے ہیں!

اس فرق میں ہے طرۂ انوار محبت

دیکھو تو ذرا سوئے غلامان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ عرصۂ دراز تک اسلام کی تبلیغ کرتے رہے، بے شمار افراد نے آپ کے دست حق پرست پر کفر سے تائب ہو کر دولت ایمان کی سعادت پائی، موقع بہ موقع کفار کو اسلام کی حقانیت

دکھانے، سمجھانے کے لیے کرامتوں کا ظہور ہوتا رہا اور آپ اپنے مشن میں بحسن وخوبی روز افزوں ترقی کرتے رہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار بھینس چرانے والے گوالوں سے آپ نے دودھ کی فرمائش کی، اپنے سرغنہ کے حکم سے ایک نوجوان گوالا نے ایک اوسر یعنی ایسی بھینس جو ابھی تک گابھن نہیں ہوئی تھی اور ایک بار بھی بچہ نہ دیا تھا، جس سے دودھ نکلنے کا عقلاً کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کی طرف اشارہ کرتے ہوئے استہزاء کہہ دیا ''بابا! وہ بھینس ہے اس برتن میں آپ خود ہی دودھ نکال لیں'' دوسرے لمحے میں بے دودھ والے جانور تلے بیٹھا وہ مرد خدا دودھ نکال رہا تھا، اور تمام گوالے تعجب سے ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے، برتن سے دودھ سے بھر گیا، حسب ضرورت استعمال فرما کر گوالوں کو دے دیا کہ ''لو تم بھی پیو'' سب سے پہلے پینے والا پکار اٹھا ''اس مرد درویش کے معبود کی قسم! ایسا میٹھا دودھ ہم نے کبھی نہ پیا تھا''۔

قدرت خداوندی ان کی متعجبانہ حرکتوں پر مسکرا رہی تھی جیسے جیسے لذتوں کا احساس بڑھتا گیا، ہر پینے والا اپنے من میں مگن اظہار خیال کرتا گیا، آخر کار! اس مبلغ کے چند جملوں نے حق کی چاشنی سے ان گوالوں کو لذت آشنا کر دیا، آپ نے کلمۂ طیبہ کی تکرار کی۔۔۔ پھر تو رحمت خداوندی جھوم جھوم کر برسی اور سب کی زبانوں سے (لا الٰہ الا اللہ محمد رّسول اللہ) کا نغمہ فضا میں گونج اٹھا۔ سب نے مرتے دم تک کے لیے ساتھ میں رہنے کا عہد کر لیا۔

مرد حق آگاہ نے اپنا تبلیغی مشن اور تیز کر دیا، انھیں عبادت وریاضت کی تعلیم دی اور اپنی نگرانی میں ہر ایک کو معرفت الٰہی کا شہباز اور دریائے عشق ومحبت کا تیراک بنا دیا، پھر وہ وقت بھی آیا کہ پورا جنگل ''لا الٰہ الا اللہ محمد رّسول اللہ'' کی صداؤں سے گونجنے لگا پورے ماحول پر، حق و ہ'، حق اللہ، لا موجود غیر اللہ کے جل ترنگ بج اٹھے، اور پوری فضائے محیط نعرہائے تسبیح وتہلیل کے ترانوں سے نغمہ بار ہو گئی۔

ع جہاں پہ بیٹھ کے پی لیں وہی میخانہ بنے

وہ سب تعداد میں سات تھے جو آپ کی تربیت میں آسمان ولایت کے آفتاب وماہتاب

بن کر اعلاء کلمۃ اللہ میں دل وجان سے لگ گئے۔

تبادر ذہنی ہوتا ہے کہ وہاں علاقے میں آج کی مسلم آبادی آپ قدس سرہٗ العزیز اور انھیں ہفت اولیا کی مساعیٔ جمیلہ کی مرہون منت ہے۔ان ہفت اولیا میں سے ہر ایک اپنی آخری عمر میں بلہری شریف پہونچ کر جنت نشاں احاطہ میں دفن بھی ہوئے، آج ان کے مزارات تاریخ زرّیں کے ابواب ہیں اور آپ قدس سرہٗ العزیز کے پائتیں قدموں ہی میں محوخواب ہیں جن کی الگ ہی شان ہے۔علیہم الرحمۃ والرضوان۔

اس مرد حق آگاہ نے پوری زندگی اشاعت دین کے لیے وقف کردی، لاکھوں گمراہوں کی رہنمائی فرمائی، بھٹکے ہوئے انسانوں کو صراط مستقیم کا رہرو بنادیا، طالبین کو جادۂ حق پر گامزن کردیا، سالکین کو منزل مقصود کا پتہ دیا، اور زہد اتقا کا درس دیتے ہوئے سنّت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پہ عمل کرنے کی چاشنی سے لذت آشنا کردیا، اس طرح علوم شریعت وطریقت کا سنگم ایک عظیم الشان درس گاہ بھی قائم ہوگئی اور لنگر خانہ بھی جاری ہوگیا، جس کی کارکردگی صدیوں پر محیط رہی۔بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً (سنن ترمذی) کی یہی تو جلوہ آرائیاں ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس ماہ نجابت وسیادت، گل گلزار رسالت کی پرکشش، جاذب نظر مقناطیسی شخصیت کی شہرت والیٔ ہندوستان، شہنشاہ جہانگیر کو ۱۰۱۸ھ میں در دولت پر حاضری کے لیے مجبور کردیا، جس نے ادب واحترام کے ساتھ شرف حاضری حاصل کی اور تمامی متعلقین ومتوسلین کے اخراجات کے لیے بیش بہا نذریں گزاریں مزید پانچ سو بیگہ آراضی مصارف آستانہ کے لیے وقف کیا، اور ایک تحریری معافی نامہ (وقف نامہ) بھی پیش کیا، جو دستخط شاہی سے مزین تھا، صدیوں بعد آستانۂ قدس کے موجودہ سجادہ نشین مجاہد ملت حضرت علامہ سید عبد الرب عرف چاند بابو دامت برکاتہ کی تحویل میں وہ وقف نامہ آج بھی موجود ہے البتہ سنا گیا ہے کہ کہیں کہیں سے کرم خوردہ، نیز شہنشاہ ہند مجدد وقت حضرت اورنگ زیب عالمگیر غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے دور حکومت میں آستانۂ عالیہ پر حاضری دی، اور چوکھٹ بوسی کی فضیلت سے بہرہ مند ہوئے۔

اسی طرح آج بھی آپ کے فیوض و برکات کا سلسلہ جاری وساری ہے، اہل حاجات مرادیں پاتے ہیں، آستانہ کے قرب میں دعائیں مقبول ہوتی ہیں اور اَن گنت کرامتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

غالباً ۷۴، ۱۹۷۳ء کی بات ہے کہ آپ کے ایک عقیدت مند آپ کی اولاد حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے مرید، جناب چاند علی خان صاحب گورکھپوری نے اوسر بھینس سے دودھ نکالنے کی کرامت کو سنا جب کہ راقم الحروف اس وقت وہاں موجود تھا، حال یہ تھا کہ تین دنوں سے ان کی بھینس نے نہ ہی تو اپنے بچے کو قریب ہونے دیا تھا اور نہ ہی تو دودھ نکالنے دیا تھا، ٹھیکیدار صاحب کا بیان ہے کہ میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آواز آئی، حضور! ان کو اس طرح عطا ہوا اور ہم آپ کے دامن رحمت میں رہتے ہوئے بھی محروم ہیں، ہماری بھینس اتنے دنوں سے دودھ نہیں دے رہی ہے باوجود یہ کہ بچہ والی ہے ''ابھی الفاظ کا تسلسل ٹوٹنے بھی نہیں پایا تھا کہ بھینس نے خود بخود چلانا شروع کر دیا'' جو بھینس کی جانب سے اظہار رضا تھا کہ دودھ دوہنے کے لیے جلدی آؤ، جسے جانوروں کے تجربہ کار لوگ بخوبی سمجھتے ہیں بقول ٹھیکیدار صاحب ''ہم نے خود دودھ دوہا''۔

ع رات دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

آپ جانتے ہیں کس کی بات ہو رہی ہے؟ بزم صوفیا کس کی ثنا میں رطب اللسان ہے؟ علما، شعرا، محققین اور مؤرخین کسے خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں؟ یہ ہیں عین الکرم، زین العجم، مبلغ اسلام، شہنشاہ ولایت، گل گلزار چشتیت، بلبل باغ قادریت، ماذون از بارگاہ رسالت حضرت سید الشاہ مخدوم سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی حسنی حسینی رضی اللہ عنہ وارضاہٗ عنا، جو صدیوں سے بلہری شریف ضلع فیض آباد، یوپی میں آرام فرما ہیں۔ جہاں پہ سال بہ سال دریائے سرجو کی طغیانیاں آپ کی دہلیز تک پہونچ کر آج بھی غلامی کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔ ۱۷، ۱۸، ۱۹ر ذی الحجہ شریف کو بلا امتیاز مذہب وملت ہزارہا مریدین ومتوسلین اور معتقدین کے جھرمٹ میں آپ کا عرس منعقد ہوتا ہے۔

وہاں کے اہل ہنود آج بھی قل شریف کے موقع پر دودھ بھرے برتن لے کر حاضر ہوتے ہیں، اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، اور فیضان مخدوم قدس سرہٗ العزیز سے مستفیض ہوتے ہیں۔

ایک بار سالانہ عرس کے موقع پر آستانہ پہ راقم الحروف نے حاضری دی چند زائرین نے راجہ دنداس کا بیالیس بیگہ مربع پوکھرا دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اور راقم کو ساتھ لے کر چل پڑے، پوکھرے کے قریب وہیں کا تقریباً ۸۵ رسالہ ایک ہندو بوڑھا ملا جو اپنی گائیں چرا رہا تھا اس نے راقم کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے کہا۔

''ساگر کا پانی دھوبی کے سوا کوئی بھی استعمال نہیں کرتا اگر اس ساگر کی مٹی سے کوئی مرد یا عورت اپنا مکان لیپ کرے تو فوراً اس گھر میں آگ لگ جاتی ہے یہ بھیکا بابا کے سراپ کی وجہ سے ہے، اس گاؤں کے اندر میرے ہوش میں اور کسی وجہ سے گھر میں کبھی آگ نہیں لگی۔ سب لوگ سکھی ہیں، اپنا اپنا کھاتے کماتے ہیں، یہ بھیکا بابا کی دیا ہے۔''

فقط والسلام

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین وبارک وسلم

محمد تفسیر القادری قیامیؔ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم

مجاہد ملت حضرت مولانا سید عبدالرب عرف چاند بابو موجودہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف ضلع فیض آباد یوپی کو سب سے پہلے ان کے بچپن میں ان کے اپنے حقیقی دادا اور استاذ و مربی سند الاصفیا مخدوم ملت حضرت سید عبدالسبحان قدس سرہٗ العزیز نے آستانہ بلہری شریف پہ بھی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

چناں چہ آستانہ کے دیرینہ خادم منشی محمد یعقوب مرحوم مدرس جامعہ مخدومیہ سبحانیہ مصباح العلوم علاؤالدین پور گونڈہ نے میرے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے بتایا بلکہ لکھ کر دیا۔ اُن کی یہ تحریر اب بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

حضور مخدوم ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا ''میرا قائم مقام میرے چاند بابو ہوں گے'' اور یہ جملہ بھی میں نے چاند بابو کی نانی مرحومہ سے (بھی) کئی بار سنا کہ مخدوم ملت (قدس سرہٗ) یہی فرماتے تھے۔

محمد یعقوب اشہر القادری

علاؤالدین پور گونڈہ

۶ و ۷ رکی درمیانی شب اپریل ۱۹۹۹ء

۱۸، ۱۹ رکی درمیانی شب ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ

آپ کے دادا مخدوم ملت سید عبدالسبحان قدس سرہٗ نے وہ خاندانی تبرکات اور امانتیں جو چاند بابو کو سجادگی کے وقت ملنی تھیں اپنے صاحبزادے فخر صوفیا حضرت سید عبدالجبار قدس سرہٗ کے پاس محفوظ فرمادی اور ۱۴ رجون ۱۹۷۶ء مطابق ۱۵ رجمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ بروز دوشنبہ مبارکہ ساڑھے چھ بجے شام بعد نماز عصر مختصر سی علالت کے بعد وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

جب مجاہد ملت حضرت علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو کی برائے سجادہ نشینی رسم تاج

پوشی ہوئی تو آپ کے والد گرامی فخر صوفیا حضرت الشاہ سید عبدالجبار قدس سرہٗ سابق سجادہ نشین آستانۂ پاک وخاندان کے صاحب سلسلہ بزرگوں نے اپنی اپنی جانب سے بھی تمام سلاسل کی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی اور جملہ محفوظ تبرکات وامانتیں ان کے سپرد کی۔ **فالحمد لله علیٰ ذالک**۔ اور انھیں حضرات کی نگرانی میں تمام پروگرام بحسن وخوبی انجام پذیر ہوئے۔

اسی موقع پر وہ تہنیت نامہ نذر کیا گیا جو شروع کتابچہ میں مندرج ہے جسے حضرت مولانا الحاج عبدالخالق صاحب صدر المدرسین دارالعلوم اہل سنّت معین الاسلام قصبہ لوہرسن کبیر نگر نے مائک پہ پیش کیا۔

فقط

محمد تفسیر القادری قیامیؔ

خانقاہ شریف کی دیگر مطبوعات

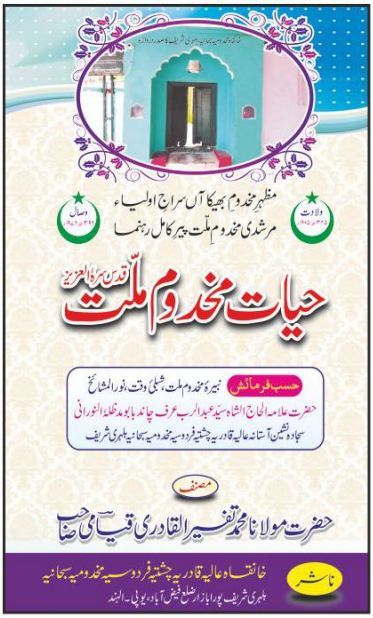

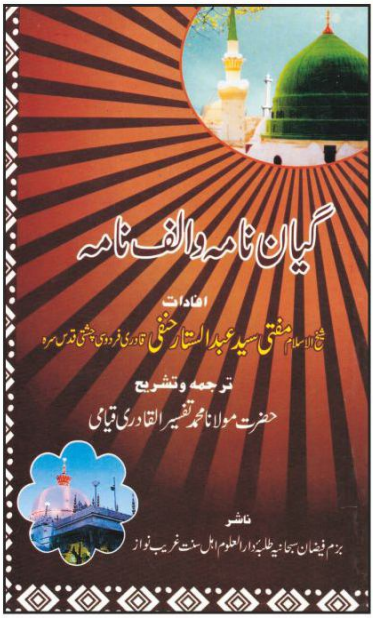

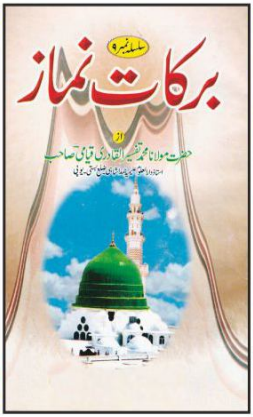

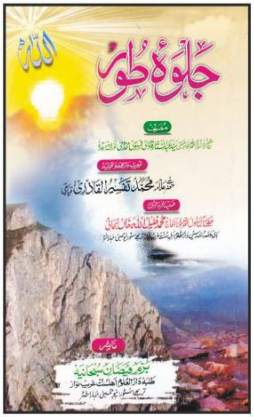

KHANQAH ALIA QADIRIA
CHSTHTIA MAKHDOOMIA FIRDAUSIA

Belahri Shareef, Poora Bazar, Distt. Faizabad, U.P. India